وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کی لطیف تفسیر اور ظلم کی وضاحت

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ ؍مئی ۱۹۸۱ء بمقام مسجد احمدیہ اسلام آباد)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

یہاں آ کے گرمی لگنی شروع ہوئی ہے بہرحال جتنا ہو سکا اس وقت مختصراً اس مضمون کے سلسلہ میں خطبہ دوں گا جو پہلے شروع کیا ہوا ہے۔

پچھلے سے پچھلا خطبہ میں نے ربوہ میں سورۃ مائدہ کی آیات ۴۱ تا ۵۱ گیارہ آیات میں سے ایک ہی مضمون اٹھا کے خطبہ دیا تھا۔ اسی کے متعلق آج بھی میں ایک حصے کی زیادہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

ان آیات میں تین آیات کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ تینوں آیات میں ہے۔ دوسری آیت میں ہے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ تیسری آیت میں ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ یعنی جو لوگ اس کلام کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے فیصلہ نہیں کرتے۔ حکم صادر نہیں کرتے، وہی حقیقی کافر بھی ہیں۔ حقیقی ظالم بھی ہیں اور حقیقی اور پکے باغی بھی ہیں۔

مفرداتِ راغب میں جو قرآن کریم کی لغت ہے ان تینوں لفظوں کو اس طرح اکٹھا ایک

مضمون میں باندھا ہے کہ فسق جو ہے اس کے متعلق وہ کہتے :۔

فَالْفَاسِقُ اَعَمُّ مِنَ الْكَافِرِ فسق کا مفہوم زیادہ وسیع ہے کفر کے مفہوم سے۔ **وَالظَّالِمُ اَعَمُّ مِنَ الْفَاسِقِ** اور ظلم کے معنی فسق کے معنی سے زیادہ وسیع ہیں۔ تو اگر ہم اسے سمجھنے کے لئے دائرے بنائیں (میں نے آپ کو سمجھانے کے لئے یہاں دائرے بنائے ہوئے ہیں) تو ایک دائرہ ہوگا بیچ کا چھوٹا وہ کفر کا دائرہ ہے۔ اسی نقطے سے جہاں سے آپ نے پرکار کھینچ کر دائرہ بنایا اس سے بڑا دائرہ بنائیں، وہ فسق کا دائرہ ہے اور اس سے تیسرا دائرہ بڑا بنائیں تو وہ ظلم کا دائرہ ہے۔ تو ہر فاسق کافر ہے۔ بڑا دائرہ ہے نا ہر فاسق کافر ہے لیکن ہر کافر فاسق نہیں۔ فسق کے معنی میں کچھ ایسے گناہ آتے ہیں جو کفر کے معنی میں نہیں آئے اور ہر ظالم فاسق بھی ہے اور کافر بھی ہے۔ لیکن ہر کافر ظالم نہیں۔ ہر فاسق ظالم نہیں۔

ان تین الفاظ کے معانی کی وضاحت انہوں نے ان دو چھوٹے فقروں میں کی ہے۔ کفر کے معنے انہوں نے کئے ہیں وحدانیت اور شریعت اور نبوت یا تینوں کا کفر کرنا۔ ان کی تکذیب کرنا۔ ان پر ایمان نہ لانا اور فاسق چونکہ بڑا دائرہ ہے انہوں نے لکھا ہے کہ **وَ اِذَا قِيْلَ لِلْكَافِرِ الْاَصْلِى فَاسِقٌ** کہ جو اصلی کافر ہو اسے جب فاسق کہا جاتا ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کے احکام کو جو شریعت کی شکل میں نازل ہوئے سارے احکام اس دنیا میں، اس کائنات میں اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، لیکن جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت نازل ہوئی، صرف ان احکام کا انکار نہیں کرتا تکذیب نہیں کرتا بلکہ **اخَلَّ بِحُكْمِ مَا اَلْزَمَهُ الْعَقْلُ وَاقْتَضَتْهُ الْفِطْرَةُ** اس سے زائد بھی کچھ گناہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقلِ سلیم عطا کی ہے اس کا گناہ کرتا ہے۔ اس کو توڑتا ہے اور جو فطرت کے تقاضے ہیں انہیں وہ پورا نہیں کرتا۔ اس لئے کفر سے زائد اس نے کیا تو **الْكَافِرُ الاصلى** اس معنی میں اس کو ہم کہہ دیتے ہیں اور وہ آیات بھی بیچ میں لے آتے ہیں اس کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ مختصراً کرنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے ضعف اور گرمی محسوس ہو رہی ہے۔

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النّور:۵۶) کفر کے ایک معنے یہ جو ایک معنے ہیں نا کہ جو شریعت، وحدانیت، شریعت اور نبوت کا انکار کرنا۔ کفر کے ایک دوسرے

معنی بھی ہیں اور وہ ہیں کَفْرُ النِّعْمَۃِ ناشکری کرنا اور اصل معنے اس کے بنیادی طور پر ہیں ڈھانکنے کے بھی وہ یہاں لگتے ہیں۔ تو مفردات راغب نے اس کے معنے کئے ہیں۔ سَتْرُھَا بِتَرْکِ اداءِ شُکْرِھَا شکرادا نہ کرنے سے اس کو خدا تعالیٰ کی نعمت کو چھپا دینا۔ قرآن کریم میں شکر کے مقابلہ میں کفر کا لفظ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم: ۸) اگر میری نعمتوں پر میرا شکر ادا کرتے رہو گے تو میں اور نعمتیں دیتا رہوں گا۔ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اور اگر تم میری نعماء پر شکر ادا کرنے کی بجائے بغاوت کی راہوں کو اختیار کرو گے تو یاد رکھو اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ اس آیت میں شکر کے مقابلہ میں کفر، ناشکری کے معنے میں آیا ہے واضح ہو جاتی ہے بات۔ ابھی میں یہ معنی لے رہا ہوں۔

دوسرے جو ترتیب قرآن کریم کی ان گیارہ آیات میں ہے وہ کفر کے بعد ویسے وہاں ظلم ہے یعنی جو زیادہ بڑا دائرہ ہے وہ دوسرے نمبر پر آیا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ حق کے تقاضوں کو پورا نہ کرنا۔ جو حقوق ہیں ان سے تجاوز کرنا۔ غفلت کر جانا۔ ادا نہ کرنا اور خواہ گناہ کبیرہ ہو یا گناہ صغیرہ ہر دو پر قرآن کریم نے ظلم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مفردات راغب والے کہتے ہیں ظلم تین قسم کے ہیں۔ کچھ حقوق اللہ تعالیٰ کے اس کے بندوں پر ہیں۔ تو جو شخص خدا تعالیٰ کے حقوق توڑتا ہے حقوق ادا نہیں کرتا۔ کفر کر کے شرک کر کے یا نفاق سے یا فسق سے یا ظلم سے۔ یہ ایک قسم کا ظلم ہے، خدا تعالیٰ کے حقوق کی عدم ادائیگی ظلم کہلاتی ہے اور اس کو سامنے رکھ کے یہ معنی ظاہر ہوتے ہیں ان کے نزدیک، مفردات راغب کے مؤلف کے نزدیک جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (ھود: ۱۹) کہ جو شخص میرے قائم کردہ حقوق کو، میرے حقوق کو بجا نہیں لائے گا اور انہیں توڑے گا اور حق سے تجاوز کر جائے گا (ہر کسی سے تجاوز ہو جاتا ہے غفلت کر کے بھی، آگے نکل کے بھی) تو اس پر میری لعنت ہے۔ لعنت کا جو مفہوم ہے یہ میں آگے جا کے بتاؤں گا۔

دوسری قسم کا ظلم معاشرہ کا ظلم ہے۔ ظُلْمٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاس انسان اس معاشرہ میں

رہتا ہے۔ اس کے تعلقات ہیں ہزار قسم کے، ہزار قسم سے بھی زیادہ دوسرے انسانوں کے ساتھ تو جب وہ اپنے بھائی کے حقوق، اپنے ہم ملک کے حقوق، نوع انسانی کے حقوق ادا نہیں کرتا اور غفلت برتتا ہے تو وہ ظلم کرتا ہے۔ ظُلْمٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ انہوں نے یہ اس آیت کی تفسیر جو لکھی ہے مطلب سمجھانے کے لئے، وہ ایک تو جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشورىٰ:۴۱) ہے اور دوسرے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ خدا تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ جو انسان دوسرے انسان کا حق ادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو جاتا ہے۔

تیسرا ظلم ہے حقوق نفس کی ادائیگی میں غفلت، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ (بخاری کتاب الصوم) تیرے نفس کے بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ حقوق قائم کئے ہیں۔ جس طرح دوسرے انسانوں کے حقوق کو بجالانا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حقوق کو بجالانا ضروری ہے خدا تعالیٰ کا یہ حق جو قائم ہوا ہے اس کو بجالانا ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (البقرة:۲۳۱) اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔

تو یہ تین قسم کے ظلم ہیں جن کی سزائیں مختلف ہیں۔ خدا تعالیٰ کی لعنت ہے اگر خدا تعالیٰ کے حقوق توڑنے والا ہو انسان۔ بڑا ظلم ہے نا شرک کرنا۔ وہ واحد و یگانہ ہے۔ وحدانیت کے خلاف کھڑے ہو کر کسی اور کی پرستش شروع کر دینا، شرک جو ہے وہ بڑا وسیع مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ محض بتوں کی پرستش نہیں۔ اقتدار کی پرستش۔ دولت کی پرستش۔ جتھے کی پرستش۔ اگر عالم ہے اپنے علم پر تکبر کرنا اور اپنے آپ کو کچھ سمجھ لینا وغیرہ وغیرہ ہزار قسم کے شرک ہیں اور ہر شرک خدا کو ناپسندیدہ اور خدا تعالیٰ کی لعنت کو مول لینے والا ہے۔

تیسری آیت میں کہا تھا وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ فسق کے معنے ہیں، فاسق اسے کہتے ہیں لِمَنْ اِلْتَزَمَ حُكْمُ الشَّرْعِ وَ أَقَرَّ بِهٖ ایک شخص نے کہا کہ میں ایمان لایا ہوں اور جو احکام ہیں اس کے مطابق میں اپنی زندگی کو ڈھالوں گا۔ ثُمَّ اخلّ بِجَمِيْعِ اَحْكَامِهٖ اَوْ بِبَعْضِهٖ پھر یہ جو احکام شرع ہیں ان

کا حق ادا نہیں کیا اور تکفیر کی۔ یعنی ان کو چھوڑ دیا تو وہ فاسق بن جاتا ہے اور اس کے اندر اطاعت سے باہر جانا بھی ہے کیونکہ ہر کافر اطاعت سے باہر جاتا ہے اس لئے اس کا دائرہ بڑا بن گیا۔

اس تمہید کی ضرورت اس لئے پڑ گئی کہ کچھ پچھلے خطبہ میں جب میں نے اس مضمون پہ بات کی تو وہاں گرمی اور کمزوری کی وجہ سے میں بعض تفاصیل نہیں بتا سکا۔ ایک بات جو آج میں زائد کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ان آیات کے آخر میں جو ۵۱ آیت ہے یعنی وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (المائدة:۵۱) تین گروہ تو وہ ہیں کافر، فاسق اور ظالم جو مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کے نیچے آتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات پر اور اس کی صفات پر یقین رکھتے اور عرفان رکھتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اپنی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ یقینی علم ہے۔ رزاق ہے۔ بڑا طاقتور ہے۔ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ یہ انبیاء کا سلسلہ جو کہتے ہیں ایک لاکھ بیس ہزار یا چوبیس ہزار پیغمبر آیا دنیا میں۔ ہر ایک کی زندگی تمام ان کی جنہوں نے وفا سے کام لیتے ہوئے ان انبیاء کی اتباع کی اور خصوصاً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر۔ اس کے بعد آپ کے ماننے والے آپ کے فدائی، اولیاء اور قطب اور پتا نہیں کیا کیا انسانوں نے ان کے نام رکھ دیئے، بہر حال انہوں نے اپنا ایک ہی نام رکھا تھا کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں، جاں نثار ہیں، آپ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اور آپ کی اطاعت میں دنیا کی ہر شے کو ٹھکرا دینے والے ہیں۔ دنیا کی ہر اذیت جو ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں کرنے والے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا حکم تو اللہ ہی کا ہے لیکن جو مومن ہیں اور یقین رکھنے والے ہیں اس قوم کے لئے یہ ہی نہیں خالی کہ اللہ کا حکم چلتا ہے بلکہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی سب سے اچھا، سب سے بہتر ہمارے فائدہ کے لئے اس سے بہتر کوئی اور چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ اس واسطے جو خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کو چھوڑ نہیں سکتے۔ دنیا جو مرضی کہتی رہے۔ دنیا کی طرف تو دیکھتے ہی نہیں نا۔ جو صاحبِ اقتدار ہے اس کی طرف ان کی نظر نہیں۔ ان کی نظر کا، روحانی نظر کا نقطہ صرف ایک ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ کی وحدانیت۔ ان کے دل میں جو ہے اس کا خلاصہ اس کا بھی ایک نقطہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مولا بس۔ وہ یہ ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ

عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:۴) کہ جو خدا پر توکل کرنے کا دعویٰ کرے یہ دعویٰ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ یہ سمجھے اور یقین رکھے کہ خدا تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔

اگر میں اس خطبے کو لمبا کرتا تو میں بعض اللہ تعالیٰ نے جو اس گروہ کے لئے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ، سزائیں تجویز کی ہیں ان کا ذکر کرتا، لیکن وہ ایک لمبا مضمون ہے آپ کے سوچنے کے لئے یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے مثلاً قرآن کریم پڑھا ہوا ہے، جہنم ہے ان کی سزا، آگ ہے ان کی سزا اور پھر بہت ساری تفصیل اس جہنم کی وہ بھی ہے لیکن اپنے جس مضمون جو اصل مضمون جب میں ختم کروں گا اس کے لحاظ سے میں نے بعض سزائیں منتخب کی ہیں۔ ساری نہیں قرآن کریم کی لیں۔ قرآن کریم نے تو کھول کے جھنجھوڑ کے رکھ دیا کافر، فاسق اور ظالم کو۔ لیکن جو میرے نزدیک بڑی سخت اور جس نتیجہ پر انشاء اللہ تعالیٰ میں پہنچنا چاہتا ہوں اور آپ بھی پہنچ جائیں گے اس سے تعلق رکھنے والی ہیں وہ میں نے لی ہیں۔ ان میں سے ایک کو آج میں لیتا ہوں اور وہ ہے لعنت۔ لعنت کے نتیجہ میں جہنم ہے۔ لعنت جہنم کا نام نہیں ہے۔

عربی زبان میں لعنت کے جو معنی ہیں اور جس پر روشنی ڈالی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں لعنت ایک ایسا مفہوم ہے جو شخص ملعون کے دل سے تعلق رکھتا ہے اور کسی شخص کو اس وقت لعنتی کہا جاتا ہے جب کہ اس کا خدا سے بالکل برگشتہ اور اس کا دشمن ہو جائے اور اس بات کو کون نہیں جانتا کہ لعنت قرب کے مقام سے رد کرنے کو کہتے ہیں۔ تو جب کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑی اس پر تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے قرب کے مقام سے اسے رد کر دیا۔ تو ایسے، ایسا مناسبِ اعمال نہیں، عمل صالح کرنے والا نہیں کہ جو حق رکھتا ہو کہ میرے قریب آئے۔ تو ناپاک ہے۔ تو شیطان کا حیلہ ہے خدا کا حیلہ نہیں اس واسطے میرے پاس نہ آنا۔

یہ جو ہے معنی یہ لعنت کا مفہوم ہے۔ لعنت قرب کے مقام سے رد کرنے کو کہتے ہیں اور یہ لفظ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس کا دل خدا کی محبت اور پیار سے دور جا پڑے۔ اور درحقیقت وہ خدا کا دشمن ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو گیا اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو گیا۔

تو جب انسان شیطانی راہوں پر چلے۔ جب انسان مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ جو احکام اللہ تعالیٰ نے جاری کئے کائنات میں ان کو توڑنے لگ جائے اور جو مشورے اس کے کان میں شیطان اس کو دے، ان مشوروں کے مطابق وہ اپنی زندگی ڈھالنے لگ جائے اور اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی منزلت اور عظمت اور کبریائی نہ ہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہ رہے اور حقیقتاً وہ خدا کا دشمن ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور اس سے بیزار ہو جائے۔ یہ ہے لعنت کا لفظ۔ خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ اے شخص! تجھے میں نے پیدا کیا تھا اس لئے مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریٰت:۵۷) تا کہ تو میرا بندہ بنے۔ تا کہ تو تخلق باخلاق اللہ کرے۔ میرے اخلاق کا رنگ تیرے اعمال میں سے ظاہر ہو۔ تو نے تو میری پرواہ ہی کوئی نہ کی۔ تو نے میرے اس نور کو چھوڑ کے شیطانی ظلمات کو ترجیح دی۔ تو نے میرے حسن کو نظر انداز کر کے انتہائی بدصورتی جو ہے شیطان کی، اس کو اچھا سمجھا اس واسطے میرے سے کوئی تعلق نہیں۔ مقام قرب سے میں تجھے رد کر رہا ہوں۔

یہ سزا ہے ایک جو ان تین گروہوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتائی ہے۔ اس کا تعلق اس آگ سے نہیں جس کی تفصیل آئی ہے۔ اس کا تعلق خدا تعالیٰ کے اس ارادہ سے ہے کہ میں تجھے اپنے پاس نہیں پھٹکنے دوں گا۔ اے ذلیل انسان آسمانی رفعتوں کے لئے تجھے پیدا کیا تھا، شیطانی گہرائیوں میں تو جا گرا۔ دور ہو جا۔ دفع ہو جا میرے سامنے سے، لعنت ہے تجھ پر میری، یہ خدا کہتا ہے۔ یہ ایک سزا بیان کی گئی ہے جو ان دو چار سزاؤں میں سے ہے جن کو میں نے منتخب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ پناہ مانگتے رہنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ بڑا پیار کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا ہے لیکن بعض دفعہ انسان دوری کے ایسے فاصلے طے کر جاتا ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے اتنی دور جا کے کیسے تم واپس آؤ گے۔ اتنا دور چلا جاتا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے خدا تعالیٰ کے پیار کے دروازے اپنے پہ بند کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل جب تک نہ ہو۔ رحمت جب تک نازل نہ ہو کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ اپنی جگہ درست ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے خود خدا نے راہیں کھولی ہیں اور دروازے وا کئے ہیں۔ ان راہوں پر چلنا، ان دروازوں میں داخل ہو کر اس کی رضا کی جستجو کرنا، انسان

کے لئے ہے۔ استغفار کرتے ہوئے، توبہ کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اس گروہ میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ قَوْلًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ کہ سب سے بہتر حکم اللہ کا ہی حکم ہے۔ دنیا کی ساری طاقتیں اکٹھی ہو کے اگر کسی مومن، یقین رکھنے والے صاحبِ عرفان شخص کو کہیں کہ خدا کے اس حکم کو توڑ دے۔ نہیں توڑے گا وہ۔ وہ کہے گا کہ خدا کا چھوٹے سے چھوٹا حکم میرے لئے بڑی سے بڑی ذمہ داری ہے اور بڑے سے بڑے پیار کا ایک مظاہرہ ہے جو میں خدا سے کر سکتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلاً فرمایا کہ جوتے کا تسمہ بھی خدا سے مانگو۔ اگر کوئی شخص آ کے مسلمان کو یہ کہتا ہے کہ میں تجھے تسمہ لا دیتا ہوں خدا سے نہ مانگ اور وہ یہ کہہ دے کہ اچھا تو لا دے۔ میں نہیں مانگتا خدا سے۔ ہلاک ہو گیا وہ شخص۔ اور یہ فلسفہ نہیں۔ یہ تھیوری نہیں۔ میں ذاتی طور پر بہت سے ایسے واقعات جانتا ہوں جس سے ان چیزوں کی صداقت ظاہر ہوتی ہے مثلاً ایک شخص ربوہ میں گھر سے نکلے سائیکل پر اپنے مہمان Receive کرنے کے لئے، ان کا استقبال کرنے کے لئے اسٹیشن پر جا رہے تھے لیکن وہ پہنچے نہیں۔ رستے میں دم دے دیا انہوں نے۔ تسمہ تم کیسے لے سکتے ہو خود۔ تمہیں تو یہ بھی نہیں پتا کہ میں دکاندار کے پاس پہنچوں گا بھی یا نہیں پہنچوں گا۔ اس واسطے خدا کے ہو کر ہر احمدی کو میں کہتا ہوں خدا کے ہو کر خدا میں زندگی گزارنے کی کوشش کرو۔ دنیا جو کہتی ہے، کہتی رہے آپ کو ذرا بھی کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ابدی جنتیں خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بنا دی ہیں۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)